العارف لاہور۔ جنوری ۱۹۷۰ء

شاہ ولی اللہؒ کے عہد کی سیاسی حالت

اُن کے مکتوبات کی روشنی میں

جناب خلیق احمد نظامی صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں تاریخ کے پروفیسر ہیں۔ موصوف نے برعظیم پاک و ہند کی اسلامی تاریخ بالخصوص اس کی علمی و فکری و تہذیبی تحریکوں پر بہت تحقیق کی ہے اور اس بارے میں ان کی کئی بلندپایہ کتابیں چھپ چکی ہیں۔ اسی سلسلے میں انھوں نے شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے سیاسی مکتوبات مرتب کیے ہیں، جنھیں حال ہی میں ندوۃ المصنفین دہلی نے شائع کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کو کن سیاسی حالات میں زندگی گزارنی پڑی، ان مکتوبات کی مدد سے یہاں ان کا ایک خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

شاہ صاحب ۱۷۰۳ء (۱۱۱۴ھ) میں پیدا ہوئے۔ اس وقت اورنگ زیب عالمگیر برسر اقتدار تھا۔ ۱۷۰۷ء میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد یہ مغل بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے: بہادر شاہ اول۔ معزالدین جہاندار شاہ۔ فرخ سیر۔ رفیع الدرجات رفیع الدولہ۔ محمد شاہ۔ احمد شاہ۔ عالمگیر ثانی اور آخر میں شاہ عالم جو ۱۷۵۹ء سے لے کر ۱۸۰۶ء تک برسر اقتدار رہا۔ اور اسی کے عہد حکومت میں ۱۷۶۲ء (۱۱۷۶ھ) میں شاہ صاحب نے انتقال فرمایا۔

اورنگ زیب عالمگیر کے انتقال کے بعد اس کی جانشینی کے لیے اس کے بیٹوں میں خانہ جنگی شروع ہوگئی جس میں بڑا بیٹا کامیاب ہوا، اور وہ بہادر شاہ اوّل کے نام سے بادشاہ بنا۔ سات سال حکومت کرنے کے بعد جب بہادر شاہ اول کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹوں میں بھی تخت نشینی کے لیے جنگ شروع ہوگئی۔ جس میں معزالدین جہاندار شاہ غالب آیا، لیکن وہ صرف ایک سال برسر اقتدار رہ سکا اور فرخ سیر کے ہاتھوں مارا گیا۔ فرخ سیر بس نام کا بادشاہ تھا، اصل اقتدار سادات بارہہ کا تھا۔ اس دور سے مغل سلطنت میں امراگردی شروع ہوتی ہے۔ فرخ سیر سادات بارہہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کے بعد جن دو شہزادوں کو تخت پر بٹھایا گیا وہ چند سال سے زیادہ زندہ نہ رہ سکے۔ ان کے بعد ۱۷۱۹ء میں محمد شاہ کو بادشاہ بنایا گیا۔ اس کے عہد حکومت میں نادر شاہ نے

ہندوستان پر حملہ کیا۔ اس نے دہلی میں قتلِ عام کیا اور اسے بُری طرح لوٹا کھسوٹا۔ یہ ۱۷۳۹ء کا واقعہ ہے۔ نادر شاہ کے بعد احمد شاہ ابدالی فرماں روائے افغانستان نے ہندوستان پر کئی حملے کیے اور دہلی کو متعدد بار لوٹا۔

مغل سلطنت کی اس کمزوری سے سکھوں، جاٹوں اور مرہٹوں نے فائدہ اٹھایا۔ سکھوں کی غارت گری تو پنجاب اور موجودہ اتر پردیش کے شمالی مغربی اضلاع تک محدود رہی لیکن جاٹ اور مرہٹے دہلی کو بھی اپنی لوٹ مار کا نشانہ بناتے رہے۔ شاہ ولی اللہ نے یہ سب نشیب و فراز دیکھے۔ ان کا جب انتقال ہوا تو ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی جنگ ہو چکی تھی۔ اور انگریزوں کے قدم بنگال اور بہار میں جم چکے تھے۔

حضرت شاہ صاحب کے ان "سیاسی مکتوبات" میں جو مختلف حضرات کو لکھے گئے ہیں، ان حالات پر جن کا سرسری طور پر اوپر ذکر ہوا، کچھ کچھ روشنی پڑتی ہے۔ نجیب الدولہ روہیلہ کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: "...

.... ہندوستان میں تین فرقے شدت و صلابت کی صفت سے موصوف ہیں۔ جب تک ان تینوں کا استیصال نہ ہوگا، نہ کوئی بادشاہ مطمئن ہو کر بیٹھے گا، نہ امراء چین سے بیٹھیں گے اور نہ رعیت خاطر جمعی سے زندگی بسر کر سکے گی۔ دینی و دنیوی مصلحت اسی میں ہے کہ مرہٹوں سے جنگ جیتنے کے بعد فوراً قلعہ جات جٹ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اس مہم کو بھی برکاتِ غیبیہ کی مدد سے آسانی کے ساتھ سر کر لیں۔ اس کے بعد نوبت سکھوں کی ہے اس جماعت کو بھی شکست دینی چاہیے ......"

ایک طویل مکتوب میں جو بنام "بہ بعض سلاطین" ہے، شاہ صاحب نے مکتوب الیہ کو مرہٹوں اور جاٹوں کے حالات سے پوری طرح آگاہ فرمایا ہے۔ اور آخر میں ان کے استیصال کی طرف توجہ دلائی ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"..... حاصل کلام یہ ہے کہ ملک ہندوستان میں غیر مسلموں کے غلبہ کی نوعیت یہ ہے جو معرض بیان میں آئی اور مسلمانوں کا ضعف اس حد تک پہنچ گیا ہے، جو لکھا گیا اس زمانہ میں ایسا بادشاہ جو صاحب اقتدار و شوکت ہو اور لشکر مخالفین کو شکست دے سکتا ہو، دور اندیش اور جنگ آزما ہو، سوائے آنجناب کے کوئی اور موجود نہیں ہے۔ یقینی طور پر جناب عالی پر فرض عین ہے ہندوستان کا قصد کرنا اور مرہٹوں کا تسلط توڑنا اور ضعفائے مسلمین کو غیر مسلموں کے پنجے سے آزاد کرنا۔ اگر غلبۂ کفر معاذ اللہ اسی انداز پر رہا تو مسلمان اسلام کو فراموش کر دیں گے اور تھوڑا زمانہ گزرے گا کہ یہ مسلم قوم ایسی قوم بن جائے گی کہ اسلام اور غیر اسلام میں تمیز نہ ہو سکے گی۔ یہ بھی ایک بلائے عظیم ہے۔ اس بلائے عظیم کے دفع کرنے کی قدرت بفضل خداوندی جناب کے علاوہ کسی کو میسر نہیں۔"

مرہٹوں اور جاٹوں نے کس طرح اتنی فوجی طاقت بہم کر لی کہ اب وہ مغل سلطنت کے لیے ایک بہت بڑا خطرہ بن گئے ہیں۔ شاہ صاحب نے اسی مکتوب میں اسے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں :

"۔۔۔۔۔ غیر مسلموں میں ایک قوم مرہٹہ ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس قوم نے کچھ عرصہ سے اطراف دکن میں سر اٹھایا ہے اور تمام ملک ہندوستان پر اثر انداز ہے۔ شاہان مغلیہ میں سے بعد کے بادشاہوں نے عدم دور اندیشی، غفلت اور اختلاف فکر کی بنا پر ملک گجرات مرہٹوں کو دے دیا۔ پھر اسی سست اندیشی اور غفلت کی وجہ سے ملک مالوہ بھی ان کے سپرد کر دیا اور ان کو وہاں کا صوبہ دار بنا دیا۔ رفتہ رفتہ قوم مرہٹہ قوی تر ہو گئی اور اکثر بلاد اسلامیہ ان کے قبضہ میں آ گئے۔ مرہٹوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں سے باج لینا شروع کر دیا اور اس کا نام چوتھ (یعنی آمدنی کا چوتھا حصہ) رکھا۔۔۔۔۔"

شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ فی الحال دہلی پر مرہٹوں کا تسلط نہیں ہو سکا، اور دکن ان سے نظام الملک مرحوم کی اولاد کے حسن تدبیر کی وجہ سے محفوظ ہے۔ چنانچہ سوائے دلی و دکن کے باقی سب اطراف پر مرہٹوں کا تسلط ہے۔

شاہ صاحب اپنے مکتوب الیہ (بعضے از سلاطین) کو مرہٹوں کے خلاف فوجی اقدام کرنے پر آمادہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں : " قوم مرہٹہ کا شکست دینا آسان کام ہے، بشرطیکہ غازیان اسلام کمر ہمت باندھ لیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قوم مرہٹہ خود قلیل ہیں لیکن ایک گروہ کثیر ان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اس گروہ میں سے ایک صف کو بھی اگر درہم برہم کر دیا جائے تو یہ قوم منتشر ہو جائے گی اور اصل قوم اسی شکست سے ضعیف ہو جائے گی۔ چونکہ یہ قوم قوی نہیں ہے اس لیے اس کا تمام تر سلیقہ ایسی کثیر فوج جمع کرنا ہے جو چیونٹیوں اور ٹڈیوں سے بھی زیادہ ہو۔ دلاوری اور سامان حرب کی بہتات ان کے ہاں نہیں ہے۔"

یہ سب لکھنے کے بعد آخر میں شاہ صاحب مرہٹوں کے خطرے کو ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں :

" الغرض قوم مرہٹہ کا فتنہ ہندوستان کے اندر بہت بڑا فتنہ ہے حق تعالیٰ بھلا کرے اس شخص کا جو اس فتنے کو دبائے۔"

جاٹوں نے آگرہ اور دہلی کے درمیانی علاقے پر تسلط قائم کر کے گویا مغل سلطنت کی شہ رگ کو اپنے قابو میں کر رکھا تھا۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ دہلی و آگرہ بادشاہوں کے لیے دو حویلیوں کی مانند رہے ہیں۔ ان دونوں شہروں کے درمیانی علاقے میں جاٹ آباد تھے جو کاشتکاری کرتے تھے۔ شاہجہاں کے عہد میں انھیں سپاہیانہ زندگی اختیار کرنے کی اجازت نہ تھی، لیکن،

" بعد کے بادشاہوں نے رفتہ رفتہ ان کے حالات سے غفلت اختیار کی، اور اس قوم نے فرصت کو غنیمت جان کر بہت سے قلعے تعمیر کر لیے اور اپنے پاس بندوق رکھ کر بٹ ماری کا طریقہ شروع کر دیا۔"

اورنگ زیب نے دکن سے، جہاں وہ اس وقت تھا، جاٹوں کی تادیب کے لیے مہم بھیجی۔ ان کی شورش وقتی طور پر دب گئی۔ عہد محمد شاہ میں اس قوم کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی ..... اس کے بعد سے سرکشی برابر بڑھتی رہی۔ بادشاہوں اور امیروں کے اختلاف وغفلت کی بنا پر کوئی بھی اس جانب متوجہ نہ ہوا۔ اگر بالفرض ایک امیر اس کی تنبیہ کا قصد کرے تو سورج مل (جاٹوں کے سردار) کے کارکن دوسرے امرا کی جانب رجوع کرتے ہیں اور اس طرح بادشاہ کے مشورے کو پلٹ دیتے ہیں۔"

اسی دوران جاٹوں نے دہلی پر یلغار کی اور اسے لوٹا۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"پسرِ محمد شاہ کے عہد میں صفدر جنگ ایرانی نے خروج کیا اور سورج مل سے سازش کر کے پرانی دہلی پر حملہ کر دیا اور تمام باشندگان شہر کہنہ کو لوٹ لیا۔ پسرِ محمد شاہ نئے شہر میں دروازے بند کر کے چھپ کر بیٹھ گئے ..... محض خدا کے فضل سے صفدر جنگ اور سورج مل دو تین ماہ کے بعد ناکامیاب واپس ہوئے ....."

شاہ صاحب یہ سب تفصیلات اسی مکتوب میں، جو بنام "بعضے سلاطین" ہے، دینے کے بعد بتاتے ہیں: "اس کے بعد سے سورج مل کی شوکت ترقی پا گئی۔ دہلی سے دو کوس کے فاصلے سے لے کر آگرہ کے آخر تک طول میں اور میوات کے حدود سے فیروز آباد و شکوہ آباد تک عرض میں سورج مل قابض ہو گیا۔ کسی کی طاقت نہیں کہ وہاں اذان و نماز جاری کر سکے۔" ایک سال ہوا کہ قلعہ الور جو کہ تمام میوات کی خبرگیری کے لیے ایک جائے بابند تھی، سورج مل اس کو بھی اپنے قبضے میں لے آیا۔ ارکان سلطنت میں سے کسی کی مجال نہ ہوئی کہ وہ اس کام سے روک دیتا۔

ایک اور مکتوب میں جو حافظ جار اللہ (پنجابی) کے نام ہے، جاٹوں کے ہاتھوں دہلی کی لوٹ مار کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

"..... دہلی میں ایک حادثۂ عظیم واقع ہوا۔ قوم جاٹ نے دہلی کے شہر کہنہ کو لوٹا اور حکومت اس فساد و شرارت کو دفع کرنے سے عاجز رہی۔ انھوں نے مال لوٹے۔ عزت و ناموس کو برباد کیا۔ اور مکانات کو آگ لگائی۔"

شاہ صاحب اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ وہ دستِ ستم سے محفوظ رہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ لوٹ مار کا حادثہ اوائل رجب ۱۱۶۱ھ (۱۷۴۸ء) میں ہوا۔ اور آخر شعبان تک باقی رہا۔

"پسرِ محمد شاہ" سے مراد محمد شاہ کا بیٹا احمد شاہ ہے جو باپ کے بعد اس کا جانشین ہوا تھا۔ مرتب مکتوبات

پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اس سلسلے میں لکھا ہے : " یہاں شاہ صاحب نے اس کا نام لکھنے کے بجائے پسر محمد شاہ لکھا ہے اور ایسا عمداً کیا ہے ۔ شاہ صاحب احمد شاہ ابدالی کو خط لکھ رہے ہیں ، اس لیے اس کا نام لکھنا سوءِ ادب خیال کیا ۔

اسی مکتوب میں جو شاہ صاحب نے احمد شاہ ابدالی کو لکھا ہے ، اور وہ اس مجموعہ میں بنام بعضے از سلاطین شامل ہے ، ہندوستان کے غیر مسلموں کا حال بیان کرنے کے بعد مسلمانوں کا حال یوں بیان ہوا ہے :

" رہا مسلمانوں کا حال وہ یہ ہے کہ نوکران بادشاہ جو کہ ایک لاکھ سے زائد تھے ، ان میں پیادہ و سوار بھی تھے ۔ اہل نقدی و جاگیردار بھی تھے ۔ بادشاہوں کی غفلت سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ جاگیردار اپنی جاگیروں پر عمل و دخل نہیں پاتے ۔ کوئی غور نہیں کرتا کہ اس کا باعث بے عملی ہے ۔ جب خزانۂ بادشاہ تہی رہا نقدی بھی موقوف ہو گئی ۔ آخر کار سب ملازمین تتر بتر ہو گئے اور کاسۂ گدائی اپنے ہاتھ میں لے لیا ۔ سلطنت کا بجز نام کے اور کچھ باقی نہ رہا ۔ جب ملازمین بادشاہ کا یہ برا حال ہے تو تمام دیگر اشخاص کے حال کو جو کہ وظیفہ خوار ، یا سوداگر یا اہل صنعت ہیں انھیں پر قیاس کر لینا چاہیے کہ کس حد تک خراب ہو گیا ہو گا ۔ طرح طرح کے ظلم اور بے روزگاری میں یہ لوگ گرفتار ہیں ۔ علاوہ اس تنگی اور مفلسی کے جب سورج مل کی قوم نے اور صفدر جنگ نے مل کر دہلی کے پرانے شہر پر دھاوا بول دیا ، یہ غریب سب کے سب بے خانماں ، پریشاں اور بے مایہ ہو گئے ۔ پھر متواتر آسمان سے قحط نازل ہوا ۔ غرضیکہ جماعت مسلمین قابل رحم ہے ۔"

غیر مسلموں میں سے مرہٹے ، جاٹ اور سکھ تو فوجی و سیاسی اقتدار حاصل کرنے میں لگے ہوئے تھے ہی لیکن جہاں تک دیوانی یعنی سول ایڈمنسٹریشن کا تعلق ہے ، اس میں بھی غیر مسلم منشی متصدی چھائے ہوئے تھے ۔ اس بارے میں شاہ صاحب لکھتے ہیں :

" اس وقت جو عمل و دخل سرکار بادشاہی میں باقی ہے ، وہ ہندو کے ہاتھ میں ہے کیونکہ متصدی اور کارکن سوائے ان کے اور کوئی نہیں ہے ۔ ہمہ قسم کی دولت و ثروت ان کے گھروں میں جمع ہے ۔ افلاس و مصیبت کا بادل مسلمانوں پر چھا رہا ہے ......"

شاہ صاحب اس مکتوب میں احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان کا قصد کرنے کی دعوت تو دے رہے ہیں لیکن ساتھ ہی تاکید بھی فرما رہے ہیں کہ : " خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ نادر شاہ کی طرح عمل ہو کہ وہ مسلمانوں کو زیر و زبر کر گیا اور مرہٹہ و جٹ کو سالم و غانم چھوڑ کر چلتا بنا ۔ نادر شاہ کے بعد سے مخالفین قوت پکڑ گئے اور لشکر اسلام کا شیرازہ بکھر گیا ، اور سلطنت دہلی بچوں کا کھیل بن گئی ۔ پناہ بخدا اگر قوم کفار اسی حال پر رہے اور مسلمان ضعیف ہو جائیں تو اسلام کا نام بھی کہیں باقی نہ رہے گا ۔"

احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر نو حملے کیے۔ ان میں ایک حملہ جو ۱۷۵۷ء میں ہوا، اس میں احمد شاہ ابدالی کی سپاہ نے دہلی کو دو ماہ تک لوٹا تھا۔ شاہ صاحب ابدالی کو بار دیگر ہندوستان کا رخ کرنے کی دعوت دیتے ہوئے نجیب الدولہ روہیلہ کو جو اس دعوت میں ایک اہم واسطہ تھا، اس امر کی تاکید کرتے ہیں: "ایک بات اور کہنی ہے وہ یہ کہ جب افواج شاہیہ کا گزر دہلی میں واقع ہو تو اس وقت اہتمام کلی کرنا چاہیے کہ دہلی سابق کی طرح ظلم سے پامال نہ ہو جائے۔ دہلی والے کئی مرتبہ اپنے مالوں کی لوٹ اور اپنی عزت کی توہین اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ اسی وجہ سے کارہائے مطلوبہ کے حصول میں تاخیر ہو رہی ہے۔"

شاہ صاحب دہلی کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ وہاں کے غیر مسلموں کی حفاظت بھی ضروری قرار دیتے ہیں کیونکہ ان کی حیثیت مسلمانوں کے ذمیوں کی ہے۔ وہ نجیب الدولہ کو لکھتے ہیں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں تو ایسا ضرور کریں اور یہ کہ مظلوموں کی آہ بھی اثر رکھتی ہے۔

اسی مکتوب میں وہ نجیب الدولہ کو یقین دلاتے ہیں: "پردۂ غیب میں مرہٹہ اور جٹ کا استیصال مقرر ہو گیا ہے۔ بس وقت پر موقوف ہے جونہی کہ اللہ کے بندے کمر ہمت باندھیں گے طلسم باطل ٹوٹ جائے گا۔"

بچارے عوام مسلمان مرہٹوں، جاٹوں اور سکھوں کی غارت گری اور ستم گری کا تو نشانہ بنتے ہی تھے، لیکن نادر شاہ اور ابدالی کی فوجیں بھی ان پر رحم نہیں کرتی تھیں۔ ایک مکتوب میں شاہ صاحب نجیب الدولہ کو لکھتے ہیں:

"ایک اہم بات یہ ہے کہ مسلمانان ہندوستان نے خواہ وہ دہلی کے ہوں خواہ اس کے علاوہ کسی اور جگہ کے۔ کئی صدمات دیکھے ہیں اور چند بار لوٹ مار کا شکار ہوئے ہیں۔" "چاقو ہڈی تک پہنچ گیا ہے۔" رحم کا مقام ہے۔ خدا اور اس کے رسول کا واسطہ دیتا ہوں کہ کسی مسلمان کے مال کے درپے نہ ہوں۔"

وہ آہ مظلوماں سے ڈراتے ہیں۔ فرماتے ہیں: "اگر اس امر سے تغافل برتا گیا تو میں ڈرتا ہوں کہ آہ مظلوماں سد راہ مقصود نہ بن جائے۔"

شاہ صاحب اپنے متعدد مکتوبات میں نجیب الدولہ کو بار بار یقین دلاتے ہیں کہ جاٹوں پر فتح غیب الغیب میں مقرر ہو چکی ہے۔ اس بارے میں کوئی اندیشہ دل میں نہیں لانا چاہیے۔ "انشاء اللہ تعالیٰ مرہٹوں کی طرح جونہی کہ مقابلہ ہوگا، یہ طلسم ٹوٹ جائے گا۔"

شاہ صاحب کو جاٹوں کے خلاف نجیب الدولہ کے ان اقدامات کا اتنا خیال ہے کہ وہ اسے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: "اس کام میں بس آپ کی توجہ استعداد حرب کے بہم پہنچانے اور شدت کی طرف منعطف

ہونی چاہیے۔" اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے: "تاکید مزید کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ جس وقت جنگ جاٹ کے لیے نکلیں، فقیر کو اطلاع دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ روانگی کے وقت سے لے کر فتح کے وقت تک دعائے دلی میں مشغول رہوں گا۔"

ایک مکتوب میں جو اُن کے ماموں زاد بھائی شیخ محمد عاشق کے نام ہے شاہ صاحب نے بادشاہ اور اس کی والدہ کے اپنے ہاں آنے کا ذکر کیا ہے۔ شیخ موصوف ہی کے نام ایک اور مکتوب ہے جس میں لکھا ہے کہ بادشاہ حضرت نظام الدین اولیا اور دیگر مشائخ کے مزارات کی زیارت کے لیے نکلا اور بغیر اطلاع کے میرے پاس مسجد میں آگیا۔ اور بوریوں پر آکر بیٹھ گیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ غلبۂ کفر اور رعیت کا تفرق و انتشار اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ سب کو معلوم ہے۔ چنانچہ مجھے تو سونا اور کھانا پینا دوبھر اور تلخ ہو گیا ہے۔ اس بارے میں آپ سے دعا مطلوب ہے۔ . . . . . .

اس کے بعد شاہ صاحب لکھتے ہیں: "اس گفتگو میں بادشاہ نے بڑی تواضع اور عاجزی ظاہر کی۔ میں نے کہا کہ ایک فقیر کی جھونپڑی میں اگر کوئی بادشاہ آئے تو اس کی غرض اللہ کے لیے تواضع کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو گی۔"

اس مجموعہ میں تین مکتوبات وزیر الممالک آصف جاہ کے نام ہیں۔ ایک میں اسے لکھا ہے کہ آپ کمر ہمت باندھیں۔ آپ کامیاب ہوں گے۔ اور ملت مرحومہ کے رواج اور مسلم حکومت کی استقامت کا باعث جناب عالی کو قرار دیا جائے گا۔ ایک مکتوب میں اسے لکھا ہے کہ: "یہ تمام سختیاں جو ظاہر ہو رہی ہیں، فقیر کے اعتقاد میں اس کا سبب وہ کوتاہی عمل ہے جو جنگ مرہٹہ کے سلسلے میں اختیاری یا اضطراری طور پر واقع ہوئی۔"

دہلی پر یہ سب مصائب آئے، لیکن شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ان سے محفوظ ہی رکھا۔ ایک مکتوب میں جو بظاہر ابدالی کے حملے کے بعد لکھا گیا ہے، شیخ محمد عاشق کو لکھتے ہیں:

"الحمد للہ کہ اس حادثۂ عامہ میں عافیت نصیب ہوئی۔ اس محلہ کو معلوم نہیں ہوا کہ مخالف کی فوج آئی تھی یا نہیں۔ نہ تو لوٹ ڈالنے والوں کی لوٹ سے کوئی اذیت پہنچی اور نہ اس تاوان وجرمانہ (تعزیری ٹیکس) سے جو حویلیوں پر ڈالا گیا تھا، کوئی زیر بار ہوا۔"

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت تو احمد شاہ ابدالی جاٹوں سے مصروف جنگ ہے۔ اس

سلسلے میں جو کچھ وقوع میں آئے گا، وہ بعد میں لکھا جائے گا۔ پھر لکھتے ہیں :

"اہل شہر اپنے قتل ہونے سے تو محفوظ رہے لیکن دولت کا "مادۂ فاسدہ" جن لوگوں کے مزاجوں میں پیدا ہو گیا تھا، اس کا تنقیہ پورے طریقے پر ہو گیا۔ چنانچہ عبرت کی چیز ہے کہ جو لوگ جاہ و حشمت میں جس قدر زیادہ تھے، قید و ضرب اور سزا بھگتنے میں بھی وہی آگے آگے رہے۔ مگر جس کو اللہ نے محفوظ رکھنا چاہا، وہ محفوظ رہا۔"

شاہ صاحب والئ اودھ صفدر جنگ سے ناراض تھے کیونکہ دہلی کی غارت گری جو جاٹوں کے ہاتھوں ہوئی، اس میں اسی کی شہ تھی۔ شاہ صاحب ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: "صفدر جنگ کی حالت یہ ہوئی کہ آکلہ (کینسر) اس کے پاؤں میں پیدا ہو گیا۔ ہر چند اس کے پاؤں کے گوشت کو کاٹتے تھے اور خراب ہوتا تھا۔ بالآخر پاؤں کاٹنے پر مجبور ہوئے یہاں تک کہ بُرے حالوں گزر گیا۔"

روہیلوں کے سربراہ نجیب الدولہ سے شاہ صاحب کو بڑی توقعات وابستہ تھیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ وہ اسلامی ہند کی تاریخ کے اس نازک دور میں ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے، جو اس نے واقعی ایک حد تک ادا کیا کیونکہ پانی پت کی جنگ میں "ہندوستانی اُمرا کو متحد رکھنے اور انھیں احمد شاہ ابدالی کی قیادت پر راضی کرنے میں نجیب الدولہ کا بہت بڑا حصہ تھا۔ اس مجموعہ میں شاہ صاحب کے کئی مکتوبات نجیب الدولہ کے نام ہیں۔ ان میں شاہ صاحب اسے راس المجاہدین، رئیس الغزاۃ، امیر الامرا کے القاب سے مخاطب کرتے ہیں اور اسے "فتوحاتِ تازہ اور ترقیاتِ بے اندازہ" سے مشرف ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔ ایک مکتوب میں ارشاد ہوتا ہے:

"اللہ تعالیٰ آں راس المجاہدین، رئیس الغزاۃ، امیر الامرا کو مسند عزت پر برقرار رکھ کر طرح طرح کی بھلائیاں ظہور میں لائے۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت التزام کے واضح ہو کہ جو کچھ معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ اس دور میں تائیدِ ملتِ اسلامیہ و امتِ مرحومہ آپ (جو مصدرِ خیر ہیں) کے پردے میں ظہور کر رہی ہے۔ کسی طرح کا وسوسہ قلب گرامی میں نہ آنے پائے۔ تمام کام انشاء اللہ تعالیٰ دوستوں کی مراد کے مطابق ہوں گے اور تمام دشمن قہر الٰہی سے پامال ہو جائیں گے۔"